ہندوستان دارالاسلام ہے

از

حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب اشرفی مصباحی

سابق سجادہ نشین و سرپرست موجودہ سجادہ نشین حضرت قطب رائچور (آستانہ عالیہ شمیہ اشرفیہ رائچور)
وچیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز و ہفت روزہ ایمان کی آواز، ناگپور

حسب فرمائش

جناب محمد حنیف صاحب رضوی
نگراں درگاہ حضرت کریم پاشا قادری بیجاپور (کرناٹک)

شائع کردہ
ادارہ ماہنامہ سنی آواز محلہ گانجہ کھیت ناگپور ـ ۴۴۰۰۱۸

پرنٹر
رائین پبلی کیشنز

۷۸۶
۹۲

ہندوستان دار الاسلام ہے

از

حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب اشرفی مصباحی

سابق سجادہ نشین و سرپرست موجودہ سجادہ نشین حضرت قطب رابچور (آستانہ علیہ شمیہ اشرفیہ رابچور)
وچیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز و ہفت روزہ ایمان کی آواز محلہ گانجکھیت، ناگپور-۴۴۰۰۱۸

حسب فرمائش

جناب محمد حنیف صاحب رضوی
نگارچی درگاہ حضرت کریم پاشا قادری، بیجاپور (کرناٹک)

شائع کردہ

ادارۂ ماہنامہ سنی آواز، محلہ گانجکھیت، ناگپور-440018
فون نمبر: 0091-9422146796

نام کتاب : ہندوستان دارالاسلام ہے

نام تالیف : حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب اشرفی مصباحی
سابق سجادہ نشین و سرپرست موجودہ سجادہ نشین
حضرت قطب رائچور (آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ رائچور)
چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز و ہفت روزہ ایمان کی آواز
محلہ گانجہ کھیت، ناگپور۔440018
فون نمبر: 0091-9422146796

کمپیوٹر، ایڈیٹنگ، ڈیزائنگ، کوَر ڈیزائن و
ناشر : راعین پبلی کیشنز، یزدانی بلڈنگ، نہرو پتلا،
اتواری، ناگپور۔440002
فون نمبر 0712-6553414, 09370649866

تعداد : 1100

۷۸۶
۹۲

پیش لفظ

محافظ مسلک اعلیٰ حضرت و قائد اہل سنت حضرت علامہ و مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی سجادہ نشین حضرت قطب رائچور و چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز و ہفت روزہ ایمان کی آواز ناگپور کی تازہ تالیف ''ہندوستان دارالاسلام ہے'' آپ کے ہاتھوں میں ہے جس کو آپ نے بیجاپور (کرناٹک) کے ایک سوال پر برجستہ تحریر فرمایا۔

حضرت علامہ سید محمد حسینی صاحب قبلہ اشرفی مصباحی ایک درد مند دین و سنیت کی غمخوار ذات کا نام ہے، وہ ذات جو مسلک اعلیٰ حضرت میں کسی قسم کی لچک، مصلحت، صلح کلیت کو قطعی برداشت نہیں کر

(١٦) شمس تاباں — مطبوعہ

(١٧) شرعی محاسبہ — مطبوعہ

(١٨) ناقدانہ نظر — مطبوعہ

(١٩) ہدیہ ہاشمی — مطبوعہ

(٢٠) ہاشمی کیسٹ پر حسینی معروضات — مطبوعہ

(٢١) سادات کا نیا کچھوچھوی احترام — مطبوعہ

(٢٢) کچھوچھوی برادران سے اختلاف ان کی گمراہی اور مولوی ظفر ادیبی سے ان کے کفر وارتداد کی وجہ سے ہے — مطبوعہ

(٢٣) علماء کونسل کی گمراہیت سے راہ نجات — مطبوعہ

(٢٤) جامعہ نظامیہ حیدر آباد کا ١٢٥واں اجلاس صلح کلیت کی یادگار — مطبوعہ

(٢٥) اکابر علماء بدایوں اور موجودہ علماء کا موقف — غیر مطبوعہ

(٢٦) حقیقت بیعت — مطبوعہ

(٢٧) مسلک اعلیٰ حضرت — مطبوعہ

(٢٨) خنجر خونخوار — مطبوعہ

(٢٩) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور اسمٰعیل دہلوی — مطبوعہ

(٣٠) اسلامیانِ ہند کے لئے حضور غریب نواز کا وجود رحمت ہے — مطبوعہ

(٣١) فرقۂ غیر مقلد کی زہرافشانیاں — مطبوعہ

(٣٢) القول العالی فی حکم القوالی — مطبوعہ

(٣٣) نور ہدایت — مطبوعہ

(٣٤) حقیقت وصداقت بجواب عبادت واستعانت — مطبوعہ

(٣٥) عروس شہادت حصہ اول — مطبوعہ

(٣٦) عروس شہادت حصہ دوم — غیر مطبوعہ

(٣٧) عروس شہادت حصہ سوم — غیر مطبوعہ

(٣٨) سیرت حبیب خدا از چہل آیات الٰہ — غیر مطبوعہ

(٣٩) ناگپور میں سنیت کا سفر — مطبوعہ

(٤٠) بکھرے مسائل — مطبوعہ

(٤١) داڑھی کا نور — مطبوعہ

(٤٢) ہندوستان دارالاسلام ہے — مطبوعہ

حضرت علامہ سید محمد حسینی صاحب اشرفی مصباحی کی دیگر غیر مطبوعہ کتب کی اشاعت انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ہوگی فی الحال چند تالیفات زیر طباعت سے آراستہ ہوکر قارئین کے پیش نظر ہوں گی خاص طور پر ''سادات ومشائخ کے لئے رہنما اصول'' کا دوسرا حصہ جو خاص طور پر ان سادات ومشائخ اور سجادہ نشین حضرات کے لئے بہترین رہنما اصول ہے کہ جن کے آباواجداد نہایت سچائی سے مسلک اعلیٰ حضرت پر کاربند رہے۔ان کے انتقال کے بعد موجودہ ان کے جانشین حضرات نے کھلے طور پر مداہنت، صلح کلیت، اختیار کی اور مصلحت وسیاست کے نام پر اپنے آستانوں میں بددینوں کو گلے لگا کر اپنے بزرگوں کی وصایا سے روگردانی شروع کی بلکہ اپنے کردار و عمل سے مسلک اعلیٰ حضرت کو شدید نقصان پہچانے کی سعی ناکام میں لگے ہوئے ہیں۔اس اہم اور تاریخی تالیف کا اہل سنت انتظار فرمائیں۔

فقط

ناشر
ماہنامہ سنی آواز، محلہ گانجہ کھیت
ناگپور۔۴۴۰۰۱۸ مہاراشٹر
۲۵ نومبر ۲۰۰۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ کریم ط

شہر بیجاپور (کرناٹک) سے جناب محمد حنیف صاحب رضوی نے ایک سوال بھیجا وہ سوال یہ ہے۔

''حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی اشرفی، مصباحی صاحب قبلہ
السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔امید ہے کہ خیر وعافیت سے ہوں گے؟

حضرت آپ سے ایک نہایت ہی حساس موضوع پر سوال کرنے جارہا ہوں، امید ہے آپ مایوس نہیں فرمائیں گے۔آپ کا جواب کسی کو گمراہیت کے دلدل سے بچا سکتا ہے۔سوال یہ ہے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کا ہے جبکہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اور علامہ فضل حق خیرآبادی کا فتویٰ

دارالحرب کا ہے۔ ان دونوں میں کس کا فتویٰ درست ہے؟ وہ کیا وجوہات ہیں جسکی وجہ سے شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تو ہندستان کو دارالحرب قرار دیا اور امام اہل سنت نے دارالاسلام ہونے کا۔ کیا دارالاسلام میں رہتے ہوئے حکومت سے جنگ کرنا جائز ہے جیسا کہ آزادی کی خاطر انگریزوں سے لڑی گئی۔ اور جو انگریزوں سے جنگ لڑی گئی وہ جہاد کہلائے گی یا نہیں؟ فقط والسلام محمد حنیف رضوی بیجاپور (کرناٹک)۔

الجواب:

محبِّ مخلص جناب محمد حنیف صاحب وعلیکم السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ یقیناً حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریزوں کے جبر وظلم وتعدی سے ملک پر قبضے کے بعد حضرت شاہ صاحب نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے پر بحث ضرور کی ہے لیکن آخر تک آپ پڑھ جایئے اس میں یہ حکم بیان نہیں کیا ہے کہ ہندوستان دارالحرب ہے“ اسکی تفصیل آگے آرہی ہے۔ اگرچہ انگریزوں نے اپنے ناجائز قبضے کے بعد ہندوستانی مسلمانوں پر جو ظلم ڈھایا تھا اسکی تفصیل رونگٹے کھڑے کردیتی ہے۔ یہاں اسکی تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ بحث کا مقصد

صرف ہندوستان کے دارالحرب ہونے یا نہ ہونے پر ہے۔

ہندوستان کے دارالحرب ہونے یا نہ ہونے پر حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اب تک میرے سامنے نہیں ہے۔ اس میں حضرت علامہ نے انگریزوں سے جہاد کا حکم ضرور دیا ہے۔ لیکن ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی بحث میں نے نہیں دیکھی ہے۔ ہاں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے مجموعۂ فتویٰ کا حصہ اول میرے پیش نظر ہے۔ اب اسکی روشنی میں بحث کی جارہی ہے۔ پہلے ضمنی طور پر یہ بات ذہن میں رکھئے کہ جہاد صرف دارالحرب ہونے کی بنیاد پر ہی نہیں کیا جاتا ہے، اسکے واقع ہونے کی کئی صورتیں ہیں، ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ اگر کسی بستی میں عام گزرگاہ پر ڈاکوؤں نے راستہ بند کردیا، اس گزرگاہ پر عام راہ گیروں اور وہاں کے رہنے والوں کا عرصۂ حیات تنگ کردیا ہے، جان ومال وعزت آبرو کو خطرات لاحق ہوگئے ہیں، امن وسکون قائم کرنے کی ساری تدابیر ناکام ہوچکی ہیں، ایسے موقع پر قاضیٔ اسلام جہاد کا حکم دے گا۔ اب ان سے قتل عام جائز ہوگا۔ اس کے علاوہ کئی اور صورتیں ہیں جس کے واقع ہونے پر جہاد کا حکم دیا جائیگا، ذہن ہموار ہونے کے بعد اب ذرا انگریزوں کے جبر وتشدد کے

سنگین دور پر نظر ڈالیئے۔ اسلامیانِ ہند کے لئے یہ کیسا خطرناک اور خوفناک دور تھا، اس وقت نہ صرف مسلمانوں کی جان و مال و عزت آبرو و املاک کو خطرات لاحق ہوگئے تھے۔ بلکہ ان کے ایمان و عقائد بھی خطرات کے زد میں آگئے تھے، اسلام کے نام پر نت نئے عقائد گڑھے جا رہے تھے۔ ان جائز معمولات و عقائد کے لئے بھی خطرات لاحق ہوگئے تھے جو دور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے لے کر اس دور تک کے جتنے بھی ائمہ و علما و مجددین و فقھاء و محدثین کل اولیاء کاملین و علماء امت کے رہے تھے ان سب کو ناجائز کفر شرک و بدعت کہکر مٹایا جا رہا تھا، گھر گھر، افتراق و انتشار برپا تھا، ہندوستان میں دور اول ہی سے جب سے ملک میں اسلام کی منور کرنیں نمودار ہوئیں اس وقت سے لے کر انگریزوں کے دور تشدد کے قائم ہونے تک ایسا سخت دور مسلمانوں پر نہیں آیا تھا، چاہے ہندوستان دارالحرب ہو یا نہ ہوا ایسا ظالم و جابر و سرکش و نافرمان مخالف اسلام و مسلمین دور نہیں آیا تھا، اس لئے علماء اہل سنت نے خاص طور پر حضرت فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے خلاف جہاد کا حکم صادر فرمایا، چنانچہ ہندوستان کے علماء اہل سنت اور عوام و خواص اہل سنت نے انگریزوں سے جہاد کیا اور ہزاروں ہزار علماء

اہل سنت و خواص اہل سنت پر انگریزوں نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے اور انہیں ظالم انگریزوں نے پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا۔ انگریزوں سے اور بنام اسلام نام نہاد گمراہ و بد مذہب و مرتد علماء سے جہاد اعلاء و کلمۃ الحق اور اسلام و مسلمانوں کے نام کو بلند کرنے اور مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت کے لئے تھا، اب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا قدس سرہٗ کے حکم شرع پر بحث ملاحظہ فرمائیے۔ پہلے آپ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے فتویٰ کے ضروری اقتباس کو مع ترجمہ اور تفصیل ملاحظہ کیجیے۔ جو فتویٰ عزیزی جلد اول میں مذکور ہے۔

سوال : ''دار الاسلام دار الحرب میتواندشد یا نه؟''

جواب : ''در کتب معتبره اکثر همیں روایت اختیار کرده که دار الاسلام در دار الحرب میتواند شد در درمختار مینو لیسد لَاتُسِیرُ دارُالاسلام دار الحرب اِلَّا بِامورِ ثلثه با جراء احکام شرک و باتصالها به دارالحرب وبان یبقیٰ فیهما مُسلمٌ وذِمّی آمِناً بالامانِ الاول علیٰ نفسِهٖ و دارُالحرب تُصیرُ

دارالاِسلام بَاجرء احکامِ اسلامِ فیھا ویکون تحت قھرِہٖ. انتھیٰ''

ترجمہ: **سوال** دارالاسلام دارالحرب ہوتا ہے یانہیں؟

جواب معتبرہ کتابوں میں اکثر اسی روایت کو اختیار کیا ہے کہ دار اسلام تین شرطوں سے دارالحرب ہوسکتا ہے درمختار میں ہے کہ دارالاسلام دارالحرب نہیں ہوتا مگر تین باتوں سے (۱) اہل شرک کے احکام کو جاری کر دینا (۲) اس سے دارالحرب کا متصل ہونا (۳) کسی مسلمان یا ذمی کا بعینہٖ امان اول پر باقی نہ رہنا اور دارالحرب دار اسلام ہو جاتا ہے اہل اسلام کے احکام اس میں جاری کردینے سے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں یعنی تین شرطیں واقع ہوں تو دارالاسلام دارالحرب ہوتا ہے۔ درمختار کے حوالے سے لکھا ہے کہ (۱) اس میں اہل شرک کے احکام جاری ہو جائیں (۲) دارالاسلام سے متصل کوئی دارالحرب واقع ہو (۳) کسی مسلمان یا وہ کافر اصلی جو حکومت اسلامیہ کو خراج دیگر احکام ذمیہ کو قبول کر کے اسکے ذمہ

آ گیا ہو، اب حکومت اسلامیہ اسکی جان و مال و عزت آبرو اور اسکے املاک کا تحفظ اپنے ذمہ لیتی ہے۔۔ اسکو ذمی کافر کہتے ہیں۔ اور ذمی کو حکومت اسلامیہ میں ان کو جو امان حاصل تھا وہ اٹھا دیا گیا، ان تین صورتوں کے واقع ہونے سے دارالاسلام دارالحرب ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالاسلام کے دارالحرب ہونے کی جو تین شرطیں تحریر فرمائی ہیں انہیں تین شرطوں سے ہندوستان کا دارالاسلام ہونا ثابت ہوتا ہے۔ انہوں نے پہلی شرط یہ لکھی ہے کہ اس ملک میں اہل شرک کے احکام جاری کر دیئے جائیں۔ ہوسکتا ہے کہ انگریزوں نے اپنے شروع شروع کے ظلماً و جبراً دور تشدد میں اس قسم کے چند جگہوں پر سخت احکام کفر نافذ کیئے ہوں گے تو ان حالات سے متاثر ہو کر حضرت شاہ صاحب نے سخت بحث کی ہوگی۔ اس پر آگے تفصیلی بحث ہوگی۔

دوسری شرط یہ لکھی ہے کہ ''اس ملک دارالاسلام سے کسی دارالحرب کا متصل ہونا جبکہ دارالاسلام سے دارالحرب کے متصل ہونے سے یہ احکام جاری نہیں ہوتے۔ اگر کسی دارالاسلام سے کوئی ایسا طاقتور دارالحرب ملک متصل ہے کہ یہ اس دارالاسلام ملک پر حاوی ہے جبر و

تشدد سے اس پر احکام کفر نافذ کرتا ہے کہ دارالاسلام کو مجبوراً دارالحرب کے احکام کو ماننا پڑتا ہے۔ ہندوستان کے متصل کوئی ایسا سخت دارالحرب نہیں رہا جسکا اثر ہندوستان پر رہا ہو اس پر آپ قدیمی نقشۂ ہندوستان پر نظر ڈالیئے تو کہیں کسی جانب سے کوئی دارالحرب یعنی کفار و مشرکین کی ایسی طاقتور و زبردست حکومت نہیں رہی کہ جس نے اسلامیانِ ہند کے اسلامی احکام پر عمل کرنے سے روک دیا ہو، ہندوستان سے مراد، متحدہ ہندوستان ہے جس میں پاکستان، بنگلہ دیش، حتیٰ کہ لنکا بھی اس میں داخل ہے۔ ایک طرف نیپال، بھوٹان ہیں جو ہر دور میں انتہائی کمزور رہے ہیں وہ کیا اسلامیانِ ہند پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اور ایک طرف چین ہے۔ چین زمانہ قدیم سے ہندوستان کی موافقت میں رہا ہے کبھی بھی یہ ملک ہندوستان کے مسلمانوں پر اثر انداز نہیں رہا، چین کی آپ قدیمی تاریخ پر نظر ڈالیئے تو معلوم ہوگا کہ خود چین میں باوجود غیر مسلموں کی حکومت ہونے کے وہاں کے مسلمانوں نے غیر معمولی ترقی کی، اسلامی ثقافت، اسلامی تہذیب، اسلامی تعمیرات اس قدر زور و شور سے ہوئے ہیں کہ اس کی تاریخ آج بھی محفوظ ہے۔ جب چین میں کمیونزم کا زور شروع ہوا اس وقت اگرچہ اسلامیانِ چین پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا

مسلمانوں کے اسلامی احکام پر عمل کرنے پر پابندی لگائی گئی اذان و اقامت و نمازوں پر پابندی لگائی گئی۔ مساجد پر تالے لگائے گئے۔ ایسے سنگین و سخت دور ابتلا و آزمائش میں وہاں مسلمانوں نے اپنی اسلامی تہذیب و تمدن کو باقی رکھا اور اسلامی احکام پر عمل کرتے ہوئے اسلامی عبادت کو بجالاتے رہے۔ ایسا سخت و متعصب دشمن اسلام ملک بھی ہندوستان پر اثر انداز نہیں رہا کہ جس نے اسلامیانِ ہند کو اسلامی احکام پر عمل کرنے سے روک دیا ہو، اسکا کوئی اثر اسلامیان ہند پر نہیں رہا۔ اور ایک طرف افغانستان خالص اسلامی ملک، اور دوسری طرف رشیا کے وہ اسلامی علاقے جو ترکستان سے زبردستی رشیا میں داخل کیئے گیئے۔ یعنی زار روس کے زوال کے بعد ١٩٢٥ء یا ١٩٢٦ء میں ترکستان کے زوال کے بعد تاشقند، سمرقند، بخارا، قزاقستان وغیرہ علاقے رشیا کے قبضہ کر لئے جانے کے بعد ١٩٨٢ء میں ترکستان کے سات مقبوضہ ممالک کے رشیا سے آزاد ہونے تک، کمیونزم کے دور حکومت میں ہندوستان کے مسلمانوں پر اسلامی احکام پر عمل پیرا رہنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ ایک طرف ایران ہے۔ اور ایک طرف ترکستان تو ایسے ماحول میں اسلامیانِ ہند کے لئے کونسا ابتلا و آزمائش کا دور آ سکتا ہے، اور نیچے

اندونیشیا، ملیشیا وغیرہ ہیں۔ تین شرایط سے یہ شرط فوت ہوگئی۔ تیسری شرط مسلمان یا ذمی کا حکومت اسلامیہ میں جو امان باقی تھا اس امان کو اٹھالیا جائے کہ اس میں مسلمانوں کی جان و مال و آبرو محفوظ نہ ہوں اور احکام اسلام اس میں جاری نہ ہوں۔ انگریزوں کے دور حکومت میں پورے ملک میں ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے سوائے چند مقامات کے۔ اسکو ہم حضرت شاہ صاحب کے فتویٰ سے ثابت کریں گے۔ آگے دیکھئے۔

سوال: ''ودر کافی می نو سیدان المُرادَ بدار الاسلام بلاد یجرِی فیھا حُکمُ امامِ المسلمین اصلا جاری نیست و حکمِ روساءِ نصاریٰ بے دغدغہ جاری است و مراد از اخذِ خراج و باج و عُشور اموالِ تجارت و سیاست قطاع الطریق و سراق و فیصل خصومات و سزائے جنابات کفار بطور حاکم باشد آرے اگر گوبعض احکام اسلام را مثل جمعہ و عیدین و اذان و ذبح بقرّ لِعَرض نکردہ باشد لیکن اصل الاصول ایں چیزھا نزد ایشان ھا و ھداست زیرا کہ مساجد رابے تکلف

منھدم می نمائند و ھیچ مسلمان یا ذِمّی بغیر ایشان دریں شھر و در نواح آن نمی نمائیند آمد برائے منفعت خود و اردین و مسافرین و تجار مخالفت نمی نمائیند اعیان دیگر مثل شجاع الملک و ولایتی بیگم بغیر حکم الیشاں دریں بلاد داخل نمی تو انند شدو دریں شھر تا کلکتہ عمل نصاری ممتد است آرے درچپ و راست مثل حیدر آباد و لکھنو و رامپور احکام خود جاری نکردہ از بسبب مصالحہ. (فتویٰ عزیزی جلد اول)"

ترجمہ: اور کافی میں لکھا ہے کہ دار الاسلام سے مراد وہ بلاد ہین جن میں مسلمانوں کے احکام کا حکم جاری ہوں اور وہ اسکے غلبہ کے تحت ہوں اور دار الحرب سے مراد وہ بلاد ہین جس میں کوئی ایسا امر عظیم جو اسکے غلبہ کے تحت نہ ہو، انتھیٰ اس شہر میں مسلمانوں کے امام کا حکم بالکل جاری نہیں۔ اور وہ نصاریٰ حکمرانوں کا حکم بلا دغدغہ جاری ہے اور احکام کفر کے اجراء سے مراد یہ ہے کہ مقدمۂ ملک داری اور بندوبست رعایا اور وصول

خراج وعشور اموال تجاعت ، چوروں، ڈاکوؤں سے نبٹنا اور نزاعوں (جھگڑوں) کا فیصلہ اور جنایتوں کی سزا کے کفار بطور خود حاکم ہوتے ہیں، اگر بعض احکام اسلام، مثلاً جمعہ وعیدین و اذان وگائے کی قربانی سے تعرض نہیں کرتے تو نہیں کیئے ہوں گے، مگر حقیقتاً یہ چیزیں ان کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتیں اس لئے کے مساجد کو بے تکلف منہدم کردیتے ہیں، اور کوئی مسلمان یا ذمی ان سے امان لیئے بغیر اس شہر میں اطراف میں آ نہیں سکتا۔ اپنے نفع کے لئے آنے والے مسافرین اور تاجروں کی مخالفت نہیں کرتے۔ دیگر اہلیان شہر مثلاً شجاع الملک اور ولایت بیگم ان کے حکم کے بغیر ان بلاد مین میں داخل نہیں ہوسکتے، اور اس شہر (دہلی) سے کلکتہ تک نصاریٰ کا عمل دخل جاری ہے اگر چہ دائیں بائیں مثلاً حیدآباد، لکھنو، رامپور میں اپنے احکام جاری نہیں کیئے ہیں مصلحتوں کے سبب۔

(مترجمہ از فتویٰ عبدالعزیز)"

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر نظر ڈالیئے تو پتہ چلتا ہے کہ جن ملکوں میں مسلمانوں کے امام (حاکم) کا حکم جاری ہو، اور

شریعت کا یہ بھی حکم ہے کہ جہاں مسلمانوں کا امام (یعنی حاکم) موجود نہ ہوتو وہاں کے عوام علماء کے حکم اور ان کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوں، یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ انگریزوں کے دور تشدد کے قائم ہونے کے بعد بظاہر کوئی حاکم اسلام موجود نہیں تھا۔ وہاں کی عوام وخواص معتمد و مستند علماء کے جاری کردہ حکموں پر عمل کرتے تھے، خود شاہ صاحب کے دور میں شریعت کی رو سے نافذ کردہ حکم شرع اور فتاوے پر عمل ہوتا تھا، اور دارالحرب سے مراد وہ بلاد ہیں، جس میں اس قسم کا کوئی معاملہ وہاں موجود نہ ہو۔ اگر اس ملک میں کوئی ایسا معاملہ آن پڑے تو وہاں جو جبراً حاکم بن بیٹھا ہے، اس کا حکم جاری ہو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے اس فتویٰ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب انگریز جیسے ظالم وجابر حکمراں کا جبر وتشدد سے پُر دور شروع ہوا تو انگریز ظالموں نے چند علاقوں میں مسلمانوں پر جور وظلم سے کام لیا، لیکن تاریخ میں یہ بات ثابت نہیں ہے کہ ان ظالم انگریزوں نے باوجود اپنے ظلم وستم کے مسلمانوں کے لئے اذان واقامت پر پابندی لگادی ہو، اور نمازوں کو روک دیا ہو اور مساجد کو جبراً بند کردیا ہو، علی الاعلان مسلمانوں کو شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے روک دیا ہو، ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہے۔ یہاں یہ بات مسلم ہے

کہ اسلام کے وہ احکام جو تعزیرات سے تعلق رکھتے ہیں جیسے قتل وغارت گیری، جھگڑا و فساد، چوروں اور ڈاکوؤں سے نپٹنا، دونوں کے درمیان جھگڑوں میں فیصلے میں اگر حاکم اسلام ہو تو اسلامی وشرعی احکام کے تحت فیصلے صادر کیئے جائیں گے۔ تعزیرات کے احکام کا صادر ہونا موقوف ہے حاکم اسلام کے موجود ہونے پر تعزیرات اسلام کے احکام موقوف رہیں گے۔ ورنہ یہ احکام جس حاکم کی حکومت ہوگی اسی سے وابستہ ہوں گے جیسا کہ انگریزوں کے دور حکومت میں تعزیرات کے احکام نافذ کیئے گئے وہ آج بھی موجودہ دور حکومت میں جو انڈین پینل کوڈ (I.P.C. Indian Penal Code) کے نام سے جاری ہیں۔ وہ موجود ہیں۔

مسلمانوں کے وہ عائلی قوانین جو شریعت سے تعلق رکھتے ہیں وہ انگریزوں کے زمانے میں بھی قائم تھے آج بھی قائم ہیں۔ اگرچہ تعزیراتِ اسلامی کے احکام جاری نہیں ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہندوستان دارالحرب ہے وہ لوگ جن کے نزدیک ہندوستان دارالحرب ہے وہ پہلے اس کا دارالحرب ہونا ثابت کریں، اور خود بھی اگر ہمت ہے تو دارالحرب کے قوانین پر چلیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے یہ بات بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ

انگریزوں کے سخت دور تشدد میں مسلمانوں کے عائلی وشرعی احکام کھلے بندوں جاری تھے، مثلاً جمعہ وعیدین کی نمازوں کا قیام، اذانوں کا عام طور پر جاری رہنا، گائے کی قربانی، نکاح وطلاق وخلع وغیرہ کے احکام کا جاری رہنا انگریزوں کی جانب سے ان پر کوئی پابندی نہیں لگائی گئی تھی۔ پھر دارالاسلام ہونے کے لیئے اور کونسی چیزیں چاہیئے۔ اب رہا ملک داری اور بندوبست رعایا اور اخذ خراج وباج وعشور اور اموال تجارت وغیرہ احکام اسلام کا نفاذ اسلامی حکومت میں قاضی اسلام کے ذریعہ نافذ ہوتے ہیں، جس ملک میں اسلامی حکومت نہیں وہاں یہ احکام بھی جاری نہیں ہوں گے، دارالاسلام کہلانے کے لئے اسلام کے انہیں احکام کا جاری رہنا کافی ہے۔ اب رہا انگریزوں کے دور ظلم وجبر میں مساجد کا منہدم کیا جانا یا مسلمانوں کا قتل کیا جانا اس فعل قبیح سے ان کے ظلم وستم کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ بعض جگہ آج بھی اس ہندوستان میں برپا ہے، ذرا آپ ۱۹۴۷ء کے بعد سے لے کر اب تک دیکھیئے بعض ظالم متعصب غیر مسلموں نے کتنی مساجد کو شہید کر ڈالا کتنے مقابر کو ڈھا دیا کتنے قبرستانوں کو مٹا دیا کتنے مسلمانوں کو قتل کر ڈالا ان سب ظالمانہ حرکتوں کے باوجود یہ ملک دارالحرب نہیں کہلاتا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے فتویٰ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ظالم انگریزوں نے بعض شہروں کو اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا، جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں۔ ''اس شہر (دہلی) سے کلکتہ تک بلاد انگریزوں کے تشدد کا شکار تھے'' اسی ہندوستان میں بہت سارے علاقے اس سے محفوظ تھے، انگریزوں کے دور میں جن بلاد میں تشدد برپا کیا تھا اسی قبیل سے ہے جس طرح موجودہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات ہوتے ہیں۔ شروع شروع میں انگریزوں نے بعض علاقوں میں بہت زیادہ مظالم ڈھائے تھے رفتہ رفتہ ان کا جبر وتشدد بھی کمزور ہوتا چلا گیا مگر ان ظالم انگریزوں کی طرف سے اپنے زرخرید علماء کے ذریعہ نت نئے عقائد کا گھڑنا اور عقائد میں بگاڑ کا سلسلہ اور مسلمانوں پر ظلم وجبر وتشدد کا سلسلہ جاری رہا، اس کے خلاف حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ جہاد صادر ہوا، اور مسلمان انگریزوں کے خلاف برابر جہاد کرتے رہے، یہاں جہاد سے مراد ظلم وتشدد کے خلاف آواز اٹھانا عقائد اور اسلامی احکام کے بگاڑ کے موقع پر اسلامی عقائد اور احکام کی حفاظت کا فریضہ انجام دینا۔ جہاد کا جاری رہنا یہ الگ حکم ہے اور دارالحرب ہونا دوسرا معاملہ ہے، یہاں جہاد سے مراد ظلم کے خلاف اپنے تحفظ کے لئے

جدوجہد کرنا اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے کوشش کرنا مراد ہے نہ کہ وہ جہاد اپنے وجود کو باقی رکھنے لے لئے تلوار اٹھا کر قتل عام کرنا۔ ان دونوں مسئلوں کو آپس میں ایک دوسرے سے ملا کر احکام جاری نہیں کیئے جاسکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان انگریزوں کے دور سے لے کر موجودہ دور تک دارالاسلام ہی رہا ہے فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ دارالحرب ایک شرط سے دارالاسلام ہوجاتا ہے وہ یہ کہ اس میں اعلانیہ طور پر اسلامی احکام جاری ہوں، دوسری شرط دارالحرب دوسرے دارالحرب سے ایسا متصل ہو کہ ان کے درمیان بلاد اسلامیہ کا کوئی شہر نہ ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس میں کوئی مسلمان یا ذمی کافر اسلام کی پہلی امان پر باقی نہ ہو، دارالحرب میں جمعہ کے قائم رہنے سے اس میں اسلامی احکام جاری ہوجانے پر وہ دارالاسلام ہوجاتا ہے۔ اگرچہ اس میں کفار باقی رہ جائیں اور وہ دارالاسلام سے نہ ملے، جیسا کہ درمختار وتنویر الابصار میں ہے۔

دَارُالحرب تُصیرُ دَارُالاسلام بِاجراءِ احکامِ اھل الاسلامیہ فیھا کجمعۃ و عیدین و اِن بقی فیھا کافِرٌ اصلی وان لَمّ یتصل بِدارِ الاسلامِ شامی مصری ص ۲۶۱ ج ۳ بحوالہ (فتویٰ اجملیہ)

یعنی دارالحرب دارالاسلام ہو جاتا ہے اہل اسلام کے احکام جاری ہو جانے سے جیسے جمعہ وعیدین کا قائم ہونا اور اگرچہ اس میں اصلی کافر باقی رہ جائے اور اس سے اسلامی شہر متصل نہ ہو۔

علامہ شامی طحطاوی سے نقل فرماتے ہیں۔

لَو اَقَرَّت احکامُ المسلمین احکامُ اهلِ الشرک لاتکون دار الحربِ درالامختار مصری ص ۲۶۱ ج ۳

بحواله فتویٰ اجملیه

اگرچہ برقرار رہیں اس میں مسلمانوں کے اور مشرکین کے احکام دارالحرب نہیں ہوگا۔

مذکورہ حوالوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جب ہندوستان میں مسلمان جمعہ وعیدین اذان و اقامت، نماز باجماعت وغیرہ احکام اسلام علی الاعلان ادا کرتے رہے ہوں اور ہندوستان کو اور کوئی دارالحرب ملک احاطہ نہیں کررہا ہے بلکہ دونوں جانب بلاد اسلامیہ متصل ہیں تو دارالحرب کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے؟ اب رہا یہ شبہ کہ اس میں احکام مشرکین بھی جاری ہیں تو اس شبہ کو طحطاوی کی عبارت نے صاف کر دیا ہے کہ جہاں احکام مسلمین اور احکام مشرکین دونوں جاری ہوں تو وہ دارالحرب

نہیں، لہذا باجود ان عبارات کے ہندوستان کو دارالاسلام نہ کہنا اقوال ائمہ کی مخالفت ہے، مختصراً اس تمہید کے بعد اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے دینی وشرعی مؤقوف کو سمجھیئے جیسے آپ نے اپنی تصنیف لطیف "اَعلامُ الاعلامِ بِاَنَّ ہندوستان دارُالاِسلام" میں اپنی مجددانہ شان کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔اسی کی روشنی میں اسکی تصریحات ملاحظہ فرمایئے۔

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ ہمارے علماء ثلٰثہ یعنی حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے۔ ہرگز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہو جانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک درکار ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعت اسلام کے احکام وشعار مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین امام ابو یوسف، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے نزدیک اسی قدر کافی ہے، مگر یہ بات بحمدہ اللہ تعالیٰ یہاں قطعاً موجود نہیں، اہل اسلام جمعہ وعیدین واذان واقامت ونماز باجماعت وغیرھم

شعار شریعت بغیر مزاحمت علیٰ الاعلان ادا کرتے ہیں۔
فرائض، نکاح، رضاع، طلاق، عدۃ، رجعت، مہر، خلع،
نفقات، نسب، مہر، وقف، وصیت، شُفعہ وغیرہ بہت سارے
معاملات مسلمین ہماری شریعتِ غرّ بیضاء کی بنا پر فیصل ہوتے
ہیں کہ ان امور میں حضرات علماء سے فتویٰ لینا اور اسی پر عمل وحکم
کرنا حکام انگریزی کو بھی ضروری ہوتا ہے۔ اگرچہ یہود و مجوس و
نصاریٰ ہوں اور بحمدہٖ اللہ یہ بھی شوکت و جبروت شریعت علیہ و
عالیہ اسلامیہ اعلی اللہ تعالیٰ حُکمُها السَّامِيه ہے کہ مخالفین کو
اپنی تسلیم اتباع پر مجبور ہے، الحمد للہ رب العالمین۔"

(فتویٰ رضویہ ص ۱۴۱ جلد چہارم)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاء بریلوی قدس سرہٗ کے مذکورہ ارشاد مبارک
سے واضح ہو گیا کہ ہندوستان دارالاسلام رہا ہے، حضرت سیدنا امام اعظم
ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف و حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے، دارالاسلام کے دارالحرب ہونے پر
جو باتیں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ضروری ہیں،
ان میں سے ایک یہ کہ وہاں احکام شرک (یعنی احکام نصریٰ ومشرکین)

علانیہ جاری ہوں اور وہاں شریعت اسلامیہ کے احکام اور اسلامی شعائر
مطلقاً جاری نہ ہوں، ایسا ہندوستان میں کبھی نہیں ہوا، اور صاحبین
(حضرت امام ابو یوسف و حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے
نزدیک بھی صرف اتنا ہی کافی ہے کہ مسلمان اپنے ملک میں ہمیشہ بلا کسی
رکاوٹ کے جمعہ وعیدین، اذان واقامت ونماز باجماعت وغیرہ احکام
شریعت پر عامل رہے ہیں کسی بھی وقت اسلامی شعائر کو مٹایا نہیں گیا اور نہ
جبر وتشدد سے روکا گیا، اسی طرح فرائض و واجبات کی ادائیگی ان کے
وقتوں پر پابندی سے ادا کی جاتی ہے۔ اسی طرح نکاح، رضاع، طلاق،
عدۃ، رجعت، مہر وقف میراث، وصیت وشفعہ وغیرہ بہت سے مسلمانوں
کے معاملات ہماری شریعت مطہرہ کے مطابق ہی طے کیئے جاتے ہیں۔
جب ضرورت پڑتی ہے مسلمان اپنے علماء سے شریعت مطہرہ کے مطابق
فتویٰ لیتے ہیں اور اس پر بلا جبر وکراہ عمل کرتے ہیں۔ بلکہ انگریزی دور
حکومت میں بھی دینی وشرعی امور کھلے بندوں ادا کیئے جاتے تھے، یہی
چیزیں اسلامی شوکت اور دینی دبدبے کے لئے کافی ہیں، بظاہر کفار کے
دبدبے اور ان کی دیناوی جھوٹی شوکت اور ان کے ظلم وستم سے مسلمانوں
کا پریشان ہونا اور مساجد ومقابر کا ڈھایا جانا، مسلمانوں کا قتل عام ہونا اور

انکی املاک کو تباہ و برباد کرنا یہ علیحدہ چیزیں ہیں اور اسلامی شوکت کا اور اسلامی احکام کا جاری رہنا اور ان پر پوری آزادی سے عمل پیرا رہنا ہی دارالاسلام ہونے کے لئے کافی ہے۔ رہا مسلمانوں پر ظلم وستم کا جاری رہنا ان کی مساجد اور مقابر کو ڈھایا جانا وغیرہ امور قبیحہ، مسلمان اپنی طاقت اور قوت کے مطابق اپنے علماء کی ہدایت پر ان سے جہاد کریں گے جیسا کہ انگریزوں کے دور حکومت میں ہوا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضاء بریلوی قدس سرہٗ فتویٰ عالمگیری کی ایک عبارت سراج وہاج سے نقل فرمائی ہے۔

اعلَمَ اَنَّ دَارَالحَرب تُصِر دارَالاسلام بَشرطٍ وَاحِدٍ فھُوا اِظْھارُ حُکمِ الاسلامِ فیھا .

(فتویٰ رضویہ جلد ۴ چھارم)

جان لو کہ بیشک دارالحرب ایک ہی شرط سے دارالاسلام ہوجاتا ہے وہ یہ کہ اسلام کا حکم غالب ہوجائے۔

اصل چیز اسلامی احکام کا جاری رہنا اور وہاں شریعت مطہرہ کے احکام پر مسلمانوں کا عمل کرنا اور ان کا پھیلانا ہے اور یہ کام ہندوستان میں جاری رہا پھر ہندوستان کیسے دارالحرب ہوجائے گا پھر آگے اعلیٰ حضرت طویل

عبارت پیش فرماتے ہیں۔

پھر سراج وہاج سے صاحب المذہب سیدنا ومولانا محمد بن الحسن قدس سرہٗ الاحسن کی زیادات سے کتب ظاہر الروایات سے نقل کیا ہے۔

اِنَّما تصیر دارُالاسلام دارَالحربِ عندَ ابی حَنِیفَةَ رحمة اللّٰہ تعالیٰ بُشروط ثلاثَةٍ اَحدُھُما اِجراءِ احکامِ الکفار عَلیٰ سبیل الاِشتِھارِ و اَن لَایحکم الاِسلامِ ثُمَّ قَالَ وصُورةُ المسئلةِ ثلثَةَ اوجهٍ اِنَّا اَن یُغیب اھلَ الحربِ عَلی دارِ مِن رورنا اَو اِرتَدَّدَ اھلُ مِصرَ غَلبُوا وَ اَجروا اَحکامَ الکُفرِ اَونَقَضَ اھلُ الذِّمةِ العَھدَ وَ وتَغَلَّبُوا علیٰ دارِ ھیم ففی کل مِن ھٰذِہِ الصُورِ لا تُصِیرُ دارالحرب اِلَّا ثَلاثة شُروطٍ، وَقالَ ابو یوسف و محمدُ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما بِشرُطِ واحدِ وھُواِظھارُ اَحکامِ الکُفرِ وھو القیاس”.

ترجمہ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے نزدیک دارالاسلام تین شرائط سے دارالحرب ہوتا ہے، جس میں سے ایک یہ ہے کہ

وہاں کفار کے احکام علانیہ جاری کیئے جایئے اور وہاں اسلام کا
کوئی حکم نافذ نہ کیا جائے اور مسئلہ کی صورت تین طرح پر ہے۔
اہل حرب ہمارے علاقے پر غلبہ پالیں اور کفر کے احکام جاری
کردیں، یا وہاں ذمی لوگ عہد توڑ کر غلبہ حاصل کرلیں تو ان
تمام صورتوں میں وہ علاقہ صرف تین شرطوں سے دارالحرب
بنے گا۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے فرمایا
صرف ایک شرط سے دارالاسلام دارالحرب بن جائے گا اور وہ
یہ کہ احکام کفر علانیہ عائد کردیئے جائیں۔ یہی قیاس ہے۔

ہندوستان میں ابھی تک ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے اعلیٰ حضرت آگے
تحریر فرماتے ہیں۔ دُرغُر ملا خسرو میں ہے۔

**دارُالحربِ تُصِرُ دارالاسلامِ بِاجرٰءِ احکامِ الاسلامِ
فِیھا کاقامَۃِ الجُمعۃِ وَالاعیادِوانِ بقیَ فِیھا کافرٌ
اصلِیُ ولم یَتَّصِل بدارِ اِسلامِ بِاَن کان بیھما و بینَ
دارِالاسلامِ مِصَر آخر لاھل الحرب ھذا الفظُ
العلامۃ خسرو اَثرہٗ شیخ زادَ فی مجمع الَا نَھر و
تبعہٗ فی الدرر ثُمَّ الطحطاوی والشامی اِقتَدَیا فی**

دارالحرب اسلامی احکام جاری کرنے مثلاً جمعہ وعیدین وہاں ادا
کرنے پر دارالاسلام بن جاتا ہے۔ اگرچہ وہاں کوئی اصلی کافر
بھی موجود ہو اور اس کا دارالاسلام سے اتصال بھی نہ ہو یوں کہ
اس کے اور دارالاسلام کے درمیان کوئی دوسرا حربی شہر فاصل نہ
ہو۔ یہ علامہ خسرو کے الفاظ ہیں اور "مجمعُ الانھر" میں شیخ
زادہ نے اسکی پیروی کی ہے اور مولیٰ غزی نے تنویر میں اسکی
اتباع کی اور مدقق علائی نے درر میں اسکو ثابت کیا پھر طحطاوی
اور شامی نے اپنے حاشیہ میں اسکی اقتداء کی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاء بریلوی قدس سرہٗ نے ہندوستان کے
دارالاسلام ہونے پر وہ مستحکم دلائل عطا فرمایا ہے کہ کوئی ان کو توڑ نہیں
سکتا۔ اعلیٰ حضرت آگے تحریر فرماتے ہیں۔ جامع الفصولین سے نقل کیا
گیا

**اَنَّ ھذِہِ البَلدَۃَ صَارت دَارَالاِسلامِ بَاجِرَاءِ اَحکامِ
الاِسلامِ فیھا تبقیٰ دارُالاسلامِ عَلیٰ مَاعَرَفَ اَنَّ
الحُکمَ اِذا ثبَتِ بعِلَّۃِ فَمَا بَقیَ شئی و مِنَ العِلَّۃِ بِبَقَائِہِ
ھذا شیخ الاسلامِ فِی تیرالاصل (انتھیٰ) وعن**

الفصولی لِعِمادِهِ اَنَّ اِلَا سلامَ لایُسِرُ دَرَالحرب
از ابقیٰ شَیُیٌ مِنَ الاحکامِ الاسلامِ و اِن زَال غَلَبَةُ
اَهلِ الاسلامِ وعن مَنشُورالاِمَامِ صُرالدین دارِ
اسلام اِنَّماَ صارَتُ دارالاسلامُ باجراء الاحکامِ
الاسلامِ فَمابَقِيت عَلَقَةٌ مِنَ عَلَائِق الاسلامِ يشتر
جَحُ جَانبُ الاسلام و عَنِ البرُهانِ شَرَّحَ مَوَاهِبُ
الرَّحمٰن لا يَسيرُ دارالحَرب مادامَ فيهِ شيئٌ مِنها
بِخلافِ دَرَالاسلامِ لانَّ رَجَّحنَا اَعْلَامُ الاسِلامِ
وَاحكَامُ كِلمةُ الاسلامِ وَعَنِ الدُّرهِ المُنتَقیٰ
بصاحبِ الدرالمختار اَنَّ دارَالحرب تصيرُ
دارالاسلام باجراءِ بعض احکامِ الاسلامِ (فتویٰ
رضویه جلد ۱۴)

امام اعظم کے یہاں دارالحرب کا علاقہ ہی اسلامی احکام وہاں جاری کرنے سے دارالاسلام بن جاتے ہیں تو جب تک وہاں اسلامی احکام باقی رہیں گے وہ علاقہ دارالاسلام رہے گا۔ یہ اس لیئے کہ حکم جب کسی علت پر مبنی ہو تو جب علت میں سے کچھ پایا

جائے تو اس کی بقا سے حکم باقی رہتا ہے۔ جیسا کہ معروف ہے۔ ابو بکر شیخ الاسلام نے اصل مبسوط کی بابِ شرح میں یوہی ذکر فرمایا ہے۔ فصول عمادیہ سے منقول ہے کہ دارالاسلام جب تک وہاں احکام اسلام باقی رہیں گے تو وہ دارالحرب نہ بنے گا اگر چہ وہاں اہل اسلام کا غلبہ ختم ہو جائے۔ امام ناصر الدین کی مَنشُور سے منقول ہے کہ دارالاسلام صرف اسلامی احکام جاری کرنے سے بنتا ہے تو وہاں اسلام کے متعلقات باقی ہیں تو وہاں اسلام کے پہلو کو ترجیح ہوگی اور برہان شیخ مواہب الرحمٰن سے منقول ہے کوئی علاقہ اس وقت تک دارالحرب نہ بنے گا جب تک وہاں کچھ اسلامی احکام باقی ہیں کیونکہ اسلامی نشانات کو اور کلمۂ اسلام کے احکام کو ہم ترجیح دیں گے۔ دارالاسلام کا حکم اسکے خلاف ہے صاحب درمختار کی المنتقیٰ سے منقول ہے کہ دارالحرب میں بعض اسلامی احکام کے نفاد سے دارالاسلام بن جاتا ہے۔

اسی فتویٰ رضویہ جلد چاہر دہم مترجم میں شرح نقایہ سے نقل ہے۔

"لاخلاف ان دارالحرب تصیر دارالاسلام باجرءِ بعض
احکام الاسلام فیھا"

بلا اختلاف دارالحرب وہاں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے
دارالاسلام بن جاتا ہے۔

اور اسی میں ہے۔

شیخ اسلام اور امام اسیجابی نے فرمایا کسی بھی علاقے میں کوئی ایک اسلامی حکم بھی باقی ہو تو اس علاقہ کو دارالاسلام کہا جائے گا جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔

پھر اپنے بلا اور وہاں کے فتنہ وفساد کی نسبت فرماتے ہیں۔

ولاحتیاط اَن یَجعلَ ھٰذاالبِلا دَار الاِسلامِ وَ المُسْلِمِینَ وإن کَانَت لِلملاعِین والید لفی انظّاھِرَ لھٰولاء الشیا طعن رَبَّنَا ولاتجعَلْنَا فِتَنَۃَ لِلْقُومِ الظَالمین وَ نَجّینا بِرَحْمتِکَ مِنَ القُومِ الکٰفِرین فی المقتصعفی وغیرہ

اور احتیاط ہی ہے کہ یہ علاقہ دارالاسلام والمسلمین قرار دیا جائے اگر چہ وہاں ظاہری طور پر شیطانوں کا قبضہ ہے، اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے لیئے فتنہ نہ بنانا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما جیسا کہ مقتصعفی وغیرہ میں ہے۔

دُرر غُرر وتنویر الابصار و دور مختار مُجمع الانھور وغیرہ میں شرط اول کو صرف

بلفظ اجراء کے احکام الشرک سے تعبیر کیا ہے۔ وہاں بھی یہی مقصود ہے کہ اس ملک میں کلیۃً احکام کفر ہی جاری ہوں نہ یہ کہ جُریانِ بعض کفر کافی ہے اگر چہ ان کے ساتھ بعض احکام اسلام بھی اجراء پائیں۔ (فتویٰ رضویہ ١٤ جلد ٤ چہاردہم)

اتنے کھلے اور واضح دلائل کے بعد اب بھی کسی قسم کا کوئی شبہ رہ جاتا ہے؟ کہ ہندوستان دارالاسلام نہیں ہے۔ اس میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ نے جو دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے ہیں وہ کہاں اور کس جگہ ملیں گے۔ جہاں کھلے بندوں اجراء احکام کفر وشرک جاری ہوں اور احکام اسلام قطعی مٹا دیئے جائیں۔ شعائرِ شریعت کو ایک دم ختم کر دیا جائے وہ ملک دارالحرب ہوگا اور جہاں بعض احکام کفر جاری ہوں اور ان کے ساتھ احکام اسلام بھی جاری ہو تو وہ دارالاسلام ہوگا۔ اور آگے اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔

فِی الحاشیۃِ الطحطَاوِیَّۃِ عَلَی الدُرِّ المُختَارِ و قال لَہٗ بِاجرَاءِ اَحکامِ الشِرک اِیْ عَلَی الا شتھارِ وَ اِنْ لایحکُمْ فیھا بِحکمِ اھلِ الاسلامِ ھِندیہ و ظاھرہٗ اِنَّہٗ الجریت احکامُ المسلمین و احکامِ الشِرک دار الحربِ انتھیٰ

درمختار کے حاشیہ طحطاوی میں ہے قول باجراء اھلِ الشرکِ سے مراد یہ ہے کہ وہاں اعلانیہ احکام شرک نافذ کیئے جائیں اور اہل اسلام کا کوئی حکم بھی نافذ نہ ہو، ہندوستان میں یوں ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی وہاں احکام شرک اور احکام اسلام دونوں نافذ ہوں تو وہ دارالحرب نہ ہوگا۔

دارالحرب اور دارالاسلام کی مختصر تعریف اس طرح ہوگی کہ دارالاسلام وہ ملک ہے کہ فی الحال اس میں اسلامی سلطنت ہو یا اب نہیں تو پہلے تھی اور غیر مسلم بادشاہ نے اس میں شعائر اسلام مثلاً جمعہ وعیدین، اذان و اقامت اور نماز باجماعت باقی رکھا ہے اور اگر شعائر کفر جاری کیئے اور شعائر اسلام بالکل مٹادیئے اور اس میں کوئی شخص امان اول پر باقی نہ رہا اور وہ جگہ چاروں طرف سے دارالاسلام سے گھری ہوئی نہیں ہے تو دارالحرب ہو جایئے گا۔ جب تک یہ شرطیں جمع نہ ہوں کوئی دارالاسلام دارالحرب نہیں ہوسکتا ہندوستان میں ایسے حالات کبھی نہیں رہے۔ کذافی الفتوئ رضویہ بحوالہ فتویٰ فیض الرسول جلداول

وصلی اللہ تعلی علیٰ خیرِ خلقہٖ سیدنا و مولانا محمدٌ وَالہٖ و اصحابہٖ و اھل بیتہٖ اجمعین ۔



ہندوستان دارالاسلام ہے



HINDUSTAN DARUL ISLAM HAI

از

حضرت مولانا سید محمد حسینی صاحب اشرفی مصباحی

سابق سجادہ نشین و سرپرست موجودہ سجادہ نشین حضرت قطب رائچور (آستانہ عالیہ شمیہ اشرفیہ رائچور)

چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز و ہفت روزہ ایمان کی آواز ناگپور

BY

HAZRAT MAULANA SAYYED MOHAMMED HUSSAINI SAHAB ASHRAFI MISBAHI

EX-SAJJADA NASHEEN & PATRON - PRESENT SAJJADA NASHEEN HAZRAT QUTUB RAICHUR.

(ASTHANA -E - AALIYA SHAMIYA ASHRAFIYA RAICHUR)

CHIEF EDITOR : SUNNI AWAZ MONTHLY, CHIEF EDITOR : IMAAN KI AWAZ WEEKLY, NAGPUR

PRINTED BY

RAYEEN PUBLICATIONS